اپنی صف متعین کیجیے!

عید الفطر 1446ھ کے موقع پر پیغام از

استاد اسامہ محمود

- امیر القاعدہ برِّ صغیر -

عید مبارک

ادارہ السّحاب، برِّ صغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)
رمضان المبارك 1446 هـ

اپنی صف متعین کیجیے!

عید الفطر ۱۴۴۶ھ کے موقع پر پیغام از

استاد اسامہ محمود

-امیر القاعدہ برِّ صغیر-

ادارہ السّحاب، برِّصغیر
As-Sahab Media (The Subcontinent)

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رحمة للعالمين، امام المجاهدين محمد وآله وصحبه أجمعين، وبعد

برصغیر اور پوری دنیا میں بسنے والے میرے عزیز مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

رمضان کے مبارک مہینے کو اللہ رب العزت نے گناہوں کی مغفرت، قرآن عظیم الشان کے ساتھ جڑنے اور حصولِ تقویٰ کے لیے انتہائی اعلیٰ ذریعہ مقرر کیا ہے، اس مبارک مہینے کو عبادت میں گزارنے پر ہم آپ سب بھائیوں کو مبارک باد دیتے ہیں، تقبل الله منا ومنكم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اس عبادت کو قبول فرمائیں اور عید کو پوری امتِ مسلمہ کے لیے رحمتوں، نصرتوں اور عنایتوں کی تمہید ثابت فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

عزیز بھائیو!

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمۡ أُمَّةٗ وَٰحِدَةٗ وَأَنَا۠ رَبُّكُمۡ فَٱعۡبُدُونِ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۹۲)

”بے شک تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں، پس میری عبادت کرو۔“

اور آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

”مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى“(صحيح مسلم)

”مومنین کی آپس میں محبت، شفقت اور دلی تعلق کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، کہ اگر اس جسم کا ایک حصہ تکلیف میں ہو تو پورا جسم ہی اس کے سبب بے چین ہو کر بخار میں مبتلا رہتا ہے۔“

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”مَا مِنِ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلاَّ خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ“ (ابو داود)

”جو شخص کسی مسلمان کو اس موقع پر بے یار و مددگار چھوڑ دے جہاں اس کی حرمت پامال کی جارہی ہو اور اس کی عزت گھٹائی جارہی ہو، تو اللہ بھی اسے اس مقام پر بے سہارا چھوڑ دے گا جہاں وہ خود مدد کا محتاج ہو گا۔“

عزیز بھائیو!

پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان، برصغیر میں کوئی ایک بھی ایسی جگہ نہیں جہاں اسلام و اہل اسلام آزمائشوں اور چیلنجوں کا سامنا نہیں کر رہے، ہر ہر جگہ اہل ایمان کی علیحدہ مشکلات ہیں اور منفرد نوعیت کے مسائل کا انہیں سامنا ہے لیکن...... غزہ پر ڈیڑھ سال سے اسرائیل و امریکہ کی طرف سے جو قیامت ٹوٹ رہی ہے، پوری تاریخ میں شاید ہی اس کی کوئی نظیر ملتی ہو۔ یہ المیہ ہم اہل اسلام کی آنکھوں کو کھولنے، ضمیر کو جھنجھوڑنے، خوابِ غفلت سے ہمیں بیدار کرنے اور اُس ذمہ داری کی طرف پھر متوجہ کرنے کے لیے کافی شافی ہونا چاہیے جو بطورِ امت ہمارا فرضِ منصبی ہے اور جس کا ادا نہ کرنا ہی ہے کہ آج ہم دشمن کے سامنے تر نوالہ بنے ہوئے ہیں اور ان کے دلوں سے ہمارا رُعب بالکل اٹھ چکا ہے۔ اس المیے کا ایک دردناک مگر بہت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ جنازے اٹھا اٹھا کر اہلِ غزہ کے ہاتھ شل ہو چکے اور امت مسلمہ کو پکار پکار کر ان کی آوازیں بیٹھ چکیں، مگر خود امت اس سارے عرصہ میں جن کے

سامنے اپیلیں کرتی رہی اور جنہیں اپنا 'نگہبان' سمجھ کر ان کے پیچھے کھڑی رہی، وہ خائن وغدار دشمن ہی کی صف میں کھڑے ان کے محافظ اور سپاہی ثابت ہوئے، یوں یہ خونچکاں المیہ آستین کے ان سانپوں کی منافقت کو آج بالکل بے نقاب کر چکا ہے۔

مگر سچ یہ ہے عزیز بھائیو کہ بطورِ امت یہ ہمارا ایسا امتحان ہے کہ جس میں ہم اپنی افواج وحکام کو الزام دے کر خود بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتے، امتحان ان کا صرف نہیں، ہم سب بھی برابر ہی اس امتحان سے گزر رہے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک نے پھر اللہ کے سامنے اکیلے ہی کھڑا ہونا ہے، ہر ایک سے فرداً فرداً اس کی نیت وعزم، ھم وغم اور دلچسپیوں و اعمال کا پوچھا جائے گا، بازپرس ہو گی کہ خود اس نے بطورِ فرد امت کے زخموں پر مرہم بننے کا کردار ادا کیا، اس کی مصیبتوں کو کم کرنے والوں میں اپنا آپ شامل کیا یا خدانخواستہ اہل اسلام پر مصائب بڑھانے اور ان کی تکالیف میں اضافہ کرنے کا وہ باعث رہا؟

ایسے میں ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے آپ سے چند سوالات کرے، اپنا اپنا جائزہ لے کہ وہ خود کہاں کھڑا ہے اور اس کو کہاں کھڑا ہونا چاہیے تھا، تاکہ 'حاسبوا قبل أن تحاسبوا'[1] پر عمل ہو اور اُس عظیم ترین دن کے خسران سے بچنے کی پھر کوشش ہو کہ جس کی تلافی پھر کبھی نہیں ہو سکے گی۔

محترم بھائیو!

واقعہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر فرد اپنے ایمان و اعمال، نیت وعزم اور سعی و تدبیر کے لحاظ سے امت مرحومہ کی مدد و نصرت کا سبب بن سکتا ہے اور بالکل اسی طرح ہم میں سے ہر فرد اس امت کو نصرتِ الٰہی سے محروم کرنے کا بھی باعث ہو سکتا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

---

[1] "اپنا محاسبہ کر و اس سے پہلے کہ (آخرت میں) تمہارا محاسبہ ہو جائے"، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (سورة محمد: ۷)

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔"

اگر تم اس کی اطاعت کرو گے، اس کے دین پر عمل کر کے اس کی نصرت کرو گے تو وہ رب بھی پھر تمہیں بے آسرا نہیں چھوڑے گا، وہ تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور اپنی نصرت سے تمہیں نوازے گا۔

اسی طرح اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۳۹)

"کمزور نہ پڑو اور غم نہ کرو، تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم سچے مومن ہو۔"

پس آیئے اپنا محاسبہ کریں کہ کیا میرا ایمان و عمل کم سے کم اُس سطح پر کھڑا ہے کہ جو اللہ کو مطلوب ہے اور جس کے بدلے میں اللہ رب العزت پھر اپنی مدد و نصرت کا وعدہ پورا کرتا ہے؟ یا خدانخواستہ دوسری صورت میں خود میری ہی نیت کا کھوٹ اور میرے ہی اعمال کی کوتاہی میرے مظلوم بھائی بہنوں کی نصرت میں رکاوٹ بن رہی ہے؟

مظلوموں کی مدد کی اول سیڑھی اور اس کی طرف پہلا قدم، کوئی اور نہیں میری اپنی زندگی اور میرا اپنا دائرہ کار ہے، اس میں اللہ کے ساتھ جڑنا، اُس رب کریم کی نافرمانی چھوڑنا اور اسے راضی کرنے کی سنجیدہ کوشش کرنا ہے، لہٰذا مظلومینِ غزہ کی نصرت اگر ہم نے کرنی ہے، تو اس کے لیے اول وسیلہ ہی یہ ہے کہ ہم اپنا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ٹھیک کر لیں، ہر ہر معاملے میں اللہ کی طرف رجوع کریں، اس کی ناراضگی سے بچیں، اس کے اوامر کو عمل میں لائیں اور اپنی عبادات، معاملات اور اخلاق کے اندر وہ للّٰہیت پیدا کریں کہ جس کے متعلق حدیث قدسی میں اللہ رب العزت فرماتا ہے: وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، (کہ جب وہ اپنی وہ خاص اصلاح کر لیتا ہے تو پھر اگر) وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو دے دیتا ہوں اور اگر کسی شر سے وہ پناہ مانگتا ہے تو میں اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔

یہ ہم کریں گے، تو اہل غزہ سے ظلم ہٹانے اور ان کی مدد کرنے کا گویا پہلا زینہ ہم پار کر چکے، اور اس کے بعد اللہ اپنے اُن بندوں میں ان شاء اللہ ہمیں شامل کرلیں گے جن کو وہ مظلوموں کی نصرت اور دین کے غلبے میں استعمال کرتا ہے۔ یہ آسان نہیں، مشکل ہے مگر ان کے لیے یہ آسان ہے جنہیں اللہ توفیق دیں، اللہ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں اس قابل بنائیں کہ ہم اپنے مظلوم بھائی و بہنوں کی کوئی مدد کر سکیں۔

محترم بھائیو!

اوپر کے نکتے ہی کو ذرا واضح کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ فرائض میں، اس وقت اہم ترین فرض جہاد بمعنیٰ قتال ہے، اللہ کی کتاب، احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام کی کتب سب اس پر گواہ ہیں کہ یہ جہاد و قتال آج کی صورت حال میں نماز روزے کی طرح فرضِ عین ہے، اسے آج کے حالات میں بھی اگر ہم نے فرض نہیں سمجھا تو پھر کب یہ فرض ہو گا؟ قرآنِ عظیم الشان میں کسی اور فرض پر اس قدر زیادہ آیات نازل نہیں ہوئیں جتنی اس جہاد و قتال کی اہمیت سمجھانے، اس پر ابھارنے، اس میں سستی نہ کرنے اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے پر سیکڑوں کی تعداد میں نازل ہوئی ہیں، لہٰذا امت کی حالتِ زار کو ہم سامنے رکھیں اور پھر کتاب اللہ کی دل کی آنکھوں سے تلاوت کریں، جہاد کی ان آیات کی پھر تفسیر پڑھیں، رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کا مطالعہ کریں، اور اس سب کے ساتھ ساتھ پھر اپنا محاسبہ کریں کہ امت کی اس نازک ترین حالت میں اس اہم ترین فرض سے میں کیوں الگ کھڑا ہوں؟ کیوں ابھی تک اس کو کما حقہ ادا نہیں کر سکا؟ کیا کوئی محبت یا خوف ہے جو اس کی راہ میں رکاوٹ اور میرے ایمان کو زنگ آلود کرنے کا سبب بن گئی ہے؟

اگر گھر بار، عزیز و رشتہ دار یا مال و دولت کی محبت اس راستے میں حائل ہے تو پھر وہ آیت اپنے سامنے لائیں کہ جس میں اللہ نے آٹھ اہم رکاوٹوں، بلکہ آٹھ بہانوں کا ذکر کر کے اس کے مقابل اللہ و رسول ﷺ اور جہاد کی محبت کو ایک ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے بعد روز قیامت کی وعید سنا کر ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ پر آیت کا اختتام کیا ہے، گویا یہ واضح کیا ہے کہ فرض عین جہاد سے صرف وہی لوگ منہ موڑتے ہیں جن کے دل میں فسق ہو اور اللہ رب العزت ایسے فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا۔

ہدایت سے محرومی اور گمراہی کو گلے لگانے کا یہ آغاز جہاد سے پیچھے بیٹھ کر بندہ خود کرتا ہے مگر آگے چل کر اللہ اس سے فہم و معرفت کی نعمت پھر اس طرح چھین لیتا ہے کہ وہ معروف کو منکر اور منکر کو معروف سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور والعیاذ باللہ اپنی اس گمراہی و بے توفیقی کو بھی پھر دانش مندی اور علم و فہم کا نام دے کر اس پر فخر کرنے لگتا ہے، جبکہ اللہ نے واضح کیا ہے کہ جو پیچھے بیٹھنا گوارا کرتے ہیں، ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے اور ایسے بدنصیب فہم و فقاہت سے پھر محروم کیے جاتے ہیں۔

﴿رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾(سورۃ التوبہ:۸۷)

''وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (گھر بیٹھ) رہیں، پس اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی، اس لیے وہ سمجھتے نہیں۔''

عزیز بھائیو!

یہ جہاد اب کس کے خلاف ہو اور یہ کہاں ہو؟ یقیناً یہ ائمہ کفر صہیونی شیاطین، ان کے جنود اور انہیں تحفظ فراہم کرنے والوں ہی کے خلاف ہونا ضروری ہے، مگر یہ حقیقت سمجھنے میں آج کوئی مشکل نہیں رہی کہ یہ ائمہ کفر اپنے شیطانی مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اگر خود ہماری ہی نسل، مذہب اور وطن سے آلۂ کار انہیں فراہم نہ ہوتے، ہم پر مسلط یہ افواج و حکام وہ خائن غدار ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف صہیونیوں ہی کے دفاع کی ہمیشہ جنگ لڑی ہے، اور چوری چھپے نہیں بلکہ علی الاعلان امریکہ کے اتحادی بن کر انہوں نے مجاہدین کا ہمیشہ خون بہایا، انہیں بیچ کر بدلے میں ڈالر کمائے اور آج بھی کفر کی اس جنگ کو اپنی ہی جنگ کا نام دے کر اس پر کاروبار کر رہے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان خائنین کی روزِ اول سے ہی یہ کوشش رہی ہے کہ یہاں اہل ایمان کے وہ لشکر کبھی پیدا ہی نہ ہو سکیں جو اللہ کی بندگی، اس کے دین کے غلبے، امت مظلومہ کی نصرت اور مقدسات کی آزادی کو اپنا نصب العین رکھتے ہوں۔

ایسے شیطانی اور دجالی عالمی نظام کے اندر انہوں نے ہمیں پھنسایا ہے کہ جو وطن، قوم یا آئین و قانون کے نام پر باطل کی پوجا ہم سے کراتا ہے اور اسلام کی روح کو دباتا، معاشرت سے اسے ختم کرتا اور قلوب و اذہان تک سے اس کو

کھر چتاہے۔ بر صغیر کی یہ تاریخ دیکھ لیجیے، سچ یہی ہے کہ یہاں ہندوستان کی فوج ہو، یا بنگلہ دیش و پاکستان کی کلمہ گو افواج، جزوی طور پر تو ان میں فرق نظر آئے گا مگر مجموعی طور پر ان کے اس نظام اور وجود کا بس یہی ایک حاصل رہاہے کہ زمین پر رحمانی لشکروں کا خاتمہ ہو، ائمہ کفر کی رٹ قائم ہو اور اُن شیاطین کو تحفظ حاصل ہو جو آج غزہ سے صومالیہ، سوڈان ومالی تک ہماری ماؤں بہنوں کو ذبح کر رہے ہیں۔

لہٰذا عزیز بھائیو!

ضروری ہے کہ آج ہم **اپنا جائزہ لیں** کہ حق و باطل کی اس جنگ میں ہم کس جانب کھڑے ہیں؟ کیا ہم اس عالمی نظام اور اس کے مقامی چوکیداروں کے ساتھ وفادار اور انہیں قوت و تحفظ فراہم کرنے والے ہیں، یا ان طواغیت سے برأت کرتے ہوئے، اللہ کی کبریائی کا اعلان کرتے ہیں اور اسلام و اہل اسلام کا دفاع ہی ہم نے اپنا مقصد بنایا ہوا ہے؟ یاد رکھیے! اگر ہم یہاں قائم اس باطل نظام کے خدانخواستہ وفادار ہوئے، اس کو ہٹانے اور غلبہ اسلام اور اہل اسلام کی آزادی کی ہم نے فکر نہیں کی، بلکہ جہادی قوتوں کی مخالفت کو ہی ہم نے اپنا آئینی و قومی فریضہ سمجھا، تو پھر ہماری نیت چاہے جو بھی ہو مگر حقیقت بہر حال یہی ہو گی کہ ہم اس جنگ میں مسجدِ اقصیٰ کی طرف نہیں کھڑے ہوں گے، بلکہ اہلِ غزہ کی تائید وحمایت میں ہم جلسے اور دھرنے منعقد کرنے کے باوجود عملی طور پر ہم اہل غزہ کے دشمنوں کو ہی سپورٹ کرنے والوں میں شمار ہوں گے اور وہی ہماری محنت کا ثمرہ بٹوریں گے۔

پس ضروری ہے کہ آج ہم محبت و نفرت، تائید وبرأت اور پھر جنگ و کشمکش کے اس میدان میں اپنی اپنی پوزیشن کا تعین کرلیں۔ یہ جنگ کسی خاص خطے میں نہیں لڑی جارہی، یہ روز اول سے خود دشمن کی طرف سے ہی ہر ملک اور ہر میدان میں لڑی گئی ہے اور آج بھی اس کے فساد نے پوری دنیا کو ہی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ پس خوش نصیب ہے وہ جو اپنا آپ شرک ونفاق اور کفر و فساد کے نظام اور اس کے لشکروں سے بالکل جدا کرلے اور اللہ کے لشکروں میں اپنانام لکھوا کر دل، زبان اور ہاتھ سے پھر جہاد فی سبیل اللہ ہی کو اپنی زندگی کا مقصد ثابت کرے۔

دین سے محبت کرنے والے میرے محترم بھائیو!

ضروری ہے کہ ہم سب وہ لشکر بن جائیں جن کی صفت اللہ رب العزت نے ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ بیان کی ہے، کہ جن کے ساتھ اللہ محبت کرتا ہو اور وہ اللہ کو دل و جان سے چاہتے ہوں، وہ لشکر ہم بن جائیں کہ جو ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور ﴿أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ کا نمونہ ہوں، یعنی جو ہر اہل ایمان (چاہے وہ ان کے گروہ، جماعت یا ملک و قبیلے کا نہ بھی ہو) کے سامنے عاجزی، محبت اور شفقت اختیار کرنے والے ہوں، جبکہ اللہ کے دشمنوں کے سامنے سختی برتنے والے ہوں، چاہے وہ ان کے اپنے ہی گروہ، قبیلہ، قوم یا وطن کے ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ لشکر ہم بن جائیں کہ جن کا کام ﴿يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾[1]، اللہ کی اطاعت اور اس کے دین کی سربلندی کی خاطر جہاد ہو، اور جو اپنے اس عمل و منشور میں پھر ﴿لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ کسی کی ملامت کی پرواکرنے والے نہ ہوں، یہ لوگ اور یہ لشکر تا قیامت پیدا ہوتے رہیں گے اور ہر دور کے اہلِ ایمان کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ ایسوں کو ڈھونڈیں اور ان کا ساتھ دیں اور پھر خود بھی 'حزبُ اللہ' بن کر، نفس و شیطان کی بندگی کرنے والے حزب الشیطان کے مقابل کھڑے ہو جائیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ یہ اہل ایمان و جہاد جہاں اور جس نام سے بھی ہوں، وہ رب ہمیں ان کا ساتھ دینے والا بنائے اور یہ صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی بھی وہ رب ہمیں توفیق عطا فرمائے، اللہ رب العزت ہماری محبت و نفرت اپنے لیے خالص کرلیں، ہماری دوستی و دشمنی کا معیار اللہ کی اطاعت یا عدم اطاعت ہو اور اللہ کرے کہ ہماری زندگی و موت کا مقصد اپنی ذات و جماعت، گروہ قبیلہ یا ملک و قوم کی سربلندی کبھی نہ ہو، بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نام اور اس کے دین کی سربلندی ہو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اپنے اس فرمان کا مصداق بنائیں:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

(سورۃ الانعام: ۱۶۲)

[1] يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

”کہو! بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور میں سب سے پہلے سر تسلیم خم کرنے والا ہوں۔“

آخر میں آپ سب کو عید الفطر کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس دعا کی بھی درخواست ہے کہ اللہ ہم سب کو اخلاص عطا فرمائیں، اپنے دین پر عمل کرنے اور اس پر قربان ہونے والا بنائیں اور اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم امت مسلمہ کی نصرت کر سکیں، ظالموں کا ظلم روکنے والے اور مظلوموں کے آنسو پونچھنے والے ہم بنیں، اللہ ہمیں نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ فرمائیں اور ہر ہر معاملے میں وہ ہمیں ہدایت سے نوازیں، راہ حق پر استقامت ہمیں دیں اور اللہ اسی راستے پر، شہادت کی موت سے ہمیں سرفراز کر دیں، آمین یارب العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆